Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

# حمید اختر کے افسانوں پر ترقی پسند فکر کے اثرات

# THE EFFECTS OF PROGRESSIVE MOVEMENT ON HAMEED AKHTAR'S SHORT STORIES

☆محمد راشد طفیل

(پی ایچ ڈی اسکالر(اُردو)،

لاہور گریژن یونیورسٹی، لاہور

**Abstract:**

Hameed Akhtar is known as a fiction writer, journalist, translator and column writer in Urdu literatrure. He worked all his life for the propagation of progressive thoughts and ideas and remain attached to the progressive writers. Progressive thinking is a dominant factor in his fiction. The purpose of this article is to explore the objective influence of Progressive writers association on his fiction. He also has broadened and perfected the tradition of realism through his powerful fiction writing. He has observed and portrayed the helplessness, uncertainty, inequality, individual crushed in a class based society, cruelty, injustice, opperssion, isolation of an individual, contradiction of his mental and psychological condition and agony of that individual quite realistically in his fiction.

Key words: Fiction, Literature, Progressive, Psychological, Injustice.

کلیدی الفاظ: فکشن، ادب ، ترقی پسند، نفسیاتی ، نا انصافی۔

حمید اختر اُردو افسانے کی روایت میں ایک معتبر حوالہ ہے۔فکروفن کے اعتبار سے انھوں نے معیاری افسانے لکھ کر اُردو افسانوں دنیا کے دامن کو وسعت عطا کی۔ان کے افسانوں میں موضوعات کا تنوع،جدت پسندی، ان کی افتاد طبع، فرد کی انفرادی اور معاشرتی اجتماعی زندگی کو پرکھنے کے متعدد زاویے،مشاہدات کا رنگ اور حقیقت پسندی کا رجحان سامنا آتا ہے۔حمید اختر کا تعلق ترقی پسند مصنفین کے اس دبستان سے ہے جنھوں نے حقیقت نگاری کے ساتھ معاشرتی زندگی کا تجزیہ کیا اور گردوپیش میں بسر ہوتی زندگی کے متنوع گوشوں سے پردہ اٹھایا ہے۔انھوں نے اپنے افسانوں میں حقیقی زندگی کے واقعات وحالات اور پہلوئوں کو پیش کر کے ایک مربوط عمارت قائم کی ہے۔اس مضبوط اور مربوط افسانوی عمارت کی بنیادوں میں ترقی پسند تحریک کی فکر کا خمیر شامل ہے۔

انھوں نے سماجی،تہذیبی،معاشرتی رویوں کے بکھرنے اور زندگی کے نشیب وفراز کو اپنے اپنے انداز میں افسانوں کے اندر بیان کیا ہے۔حمید اختر ترقی پسند تحریک کے روحِ رواں تھے۔قیام پاکستان سے پہلے یہ ترقی پسند تحریک کے جنرل سیکرٹری رہے اور بڑے احسن انداز سے ترقی

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پسند مصنفین کے اجلاسوں کی روداد کو تحریر کرتے رہے ابتدا ہی سے ترقی پسند مصنفین کے ساتھ ان کی گہری وابستگی رہی اورآخر تک اسی رجحان کوفروغ دیتے رہے۔ترقی پسندی فکر ونظر،افکاروخیالات اورتصورات کی حمید اختر کے فکروخیال پرگہری چھاپ تادمِ آخر تک قائم رہی۔

اُن کے پہلے افسانوی مجموعے ''لامکاں'' کادوسراایڈیشن شائع ہوا ہے۔حمید اختر کا افسانوی مجموعہ ''لامکاں'' کے نام سے افسانوی ادب میں فکروفن کے اعتبار سے انفرادیت کاحامل ہے۔انہوں نے اپناپہلاافسانہ1942ء میں لکھا۔قیام پاکستان کے بعدہجرت کرکے لاہورآگئے۔یہاں پر نئی زندگی کاآغاز کیا اورمنجھے ہوئے تخلیق کارکی حیثیت سے افسانے لکھتے رہے۔ان کے افسانوں میں ہجرت،قیامِ پاکستان کے سیاسی،سماجی حالات کاتذکرہ ،اورفرد کی زندگی کی عکاسی حقیقت پسندی کے ساتھ نظرآتی ہے۔ان کے افسانے ترقی پسند ادب کی فکری غمازی کرتے ہیں ہرافسانہ ترقی پسند فکرسے لبریز ہے۔اس مجموعہ میں اکیس(21)افسانے اور کہانیاں ہیں ان میں پانچ چھ افسانے ہجرت سے پہلے کے ہیں۔

ایک افسانہ ''شہزادے''جو پہلے ایڈیشن میں شامل نہیں تھا۔دوسرے ایڈیشن میں شامل کیاگیا ہے۔حمیداختر کے افسانوی مجموعہ کاتجزیاتی اورفکری اجمالی جائزہ اس حقیقت کوظاہر کرتاہے کہ انھوں نے معاشرتی زندگی کا ہرپہلو سے تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔افسانہ''پھٹی ہوئی پرانی ٹیلی فون ڈائری'' موجودہ پھٹی ہوئی زندگی کانوحہ ہے انسان جب بڑھاپے کی عمرکوپہنچتا ہے توکس طرح گزری ہوئی زندگی کے حالات وواقعات آنکھوں کے سامنے سے گزرتے ہیں۔بعض گھرانوں میں بوڑھے حضرات کا وجود باعث رحمت اوربعض گھرانوں میں تنقید کا باعث بنا رہتا ہے۔اس افسانے کے بڑے میاں کے سامنے پڑی ہوئی ایک پھٹی پرانی ڈائری ہے جس کااوپر کاورق پرانا اوربوسیدہ ہونے کی وجہ سے آدھے سے زیادہ پھٹ چکا ہے۔بڑے میاں نے ڈائری کے ایک دوورق اُلٹے توایک شاعرکانمبر نکل آیاجن سے بات کرنے کو جی چاہا دوتین دفعہ نمبرڈائل کیاتوکوئی جواب موصول نہ ہوا۔اس کے بعد ڈائری کے ایک صفحے پرایک ایسے نوجوان کانمبرنکل آیاجوہجرت کے بعدنئے ملک میں آیا لیکن اس پروطن دشمنی کاالزام لگا کر گرفتارکرلیاگیا۔ تشدد سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

رضیہ نامی عورت سے مرکزی کردار کے تعلقات کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔ڈائری کے ساتھ بڑے میاں کی محبت اور گزرے وقت کی حسین یادوں کی جڑت اس بات کااشارہ ہے کہ بڑھاپے کی زندگی میں انسان بچوں جیسی نفسیات کاحامل ہوجاتا ہے۔اگراولاد والدین کو احترام نہ دے توان کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔افسانہ ''شہزادے'' کاتعلق ابتدائی دورسے ہے یہ افسانہ رومانوی انداز لئے ہوئے ہیں۔اس افسانے کے تمام کردار کالج دورمیں مجازی محبت کے حوالے سے جس افلاطونی، ہیجانی اورنفسیاتی کیفیات سے گزرتے ہیں۔افسانہ نگار نے ان کرداروں کے ذریعے اُس دورکی محبت کے انداز کو بیان کیا ہے کہ عورت کی محبت ہردورمیں قابل کشش رہتی ہے۔اس افسانے میں عورتوں کی مختلف اقسام کاذکربھی ہے۔

افسانہ''آئو بیوی باتیں کریں''میاں بیوی کی طویل رفاقت جب بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تودونوں اپنے گزرے وقت کی یاد کرکے اگلے وقت کی فکر کرتے ہیں کہ کس طرح آنے والی نسل کی آبیاری کرنی ہے۔مثبت سوچ رکھ کرکس طرح وقت کوگزاراجاسکتا ہے۔افسانہ ''رازداں''اس افسانے کا موضوع بھی بڑھاپے کوبنایاگیا ہے کہ بڑھاپے کی زندگی خود ایک امتحان ہے اورہمارے سماج میں اس عمرکے لوگوں کے ساتھ کیا رویہ روارکھاجاتاہے۔افسانہ ''آخری رات''میں عزت اورغیرت کے نام پر قتل کی پاداش میں سزائے موت کے قیدی کااحوال بیان کیاہے۔جیل کی زندگی ،جیل کے حالات اورقیدیوں کے ساتھ ہونے والے ناروا رویے کو بڑے ہی باریک بین انداز میں بتایا ہے۔ہمارے ہاں جیلیں اصلاحِ احوال کے کام کی بجائے قیدیوں کانامورجرائم پیشہ بنادیتی ہیں۔اگرقیدیوں کی اصلاح کی جائے توقیدکاٹنے کے بعدجرائم پیشہ افرادمعاشرے کے اچھے شہری بن سکتے ہیں۔

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

افسانہ ''نئے پرانے''میں ہمارے سماج میں شادی کے جومسائل موجود ہیں ان کو زیر بحث لایاگیاہے۔اس افسانے میں نعیمہ کا بیاہ زمین اوردولت کے لالچ میں بڑی عمر کے شخص سے زبردستی کردیاجاتا ہے۔شادی،خوشی اوررضامندی کانام اورآج ہمارے ملک میں رشتوں کے مسائل بہت زیادہ ہوچکے ہیں۔افسانہ''سلورجوبلی'' میں میاں بیوی کی محبت کے ذریعے فلمی دنیاکے حوالے سے ظاہری چمک دمک کی محبتوں سے مزین زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔فلمی دنیا کے اندر محبتوں کاسفر بہت کم پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔اس افسانے میں میاں بیوی کی محبت کو مثالی محبت قراردیا گیاہے۔ڈاکٹر محمدعالم خاں کے بقول:

''اُردوافسانے میں آغاز ہی سے دوواضح رجحانات پہلو بہ پہلو نظرآتے ہیں۔اپنے لب ولہجے طرزاحساس سے کچھ افسانہ نطار فرد کی بے بسی اور مجبوری ...پر حقیقت پسندانہ نقطہ نظر سے اپناموضوع بناتے رہے اوربعض نے خواب وخیال کی رنگینیوں اوررعنائیوں سے انسان کی جذباتی آزادی اورفطرتی مسرتوں کونمایاں کرنے کی کوشش کی اگرغور سے دیکھاجائے تویہ دونوں رجحانات ایک ہی سیاسی وسماجی منظر کی عکاسی کرتے رہے ہیں۔انسانی زندگی میں اضطراب،ہلچل اورانحراف کی روایت فرد کے خارجی ماحول اورباطنی کیفیات ایک منطقی ربط اور وحدت پیدا کرتی رہی ہے اوریہ سلسلہ ترقی پسندتحریک سے گزرکر برصغیر پاک وہند کی تقسیم تک آتے آتے اوربھی مربوط صورت اختیار کرگیا۔'' [1]

ان افسانوں میں ہمارے سماج کے اندر موجود مسائل کوخوبصور ت انداز میں حقیقی کردارنگاری کے ذریعے اورخوبصورت منظرنگاری اورسادہ اسلوب سے بیان کیاگیا ہے۔افسانہ ''مرزادبیزالحسن کیسے مرے''اس افسانہ میں مرزا کے کردار کے ذریعے ہجرت کے بعدوطن میں آباد ہونے والے افراد کے خواب کیوں نہیں پورے ہوسکے؟ خوراک ،لباس، رہائش اورمعاشی مسائل حل نہ ہونے کی بناء پر اورخاندانی سیاست اورعدم تحفظ کی وجہ سے مرزاکی وصیت کے آخری الفاظ ''میں جانتا ہوں کہ میں حرام موت مررہاہوں۔مگریہ اس حلال زندگی سے کہیں بہتر ہے جسے بسر کرنے کے لئے مجھے مجبور کیا جارہا ہے''میں ہمارے سماجی اورمعاشرتی مسائل کے عکس کی جھلک موجود ہے۔افسانہ ''پیسے کی کہانی''کاموضوع دولت کالالچ ہے۔دولت کے لالچ کی وجہ سے رشتوں کے درمیان تناؤ اورخاندانی دشمنی کاحوالہ موجود ہے۔

''کیمیا کانسخہ''افسانہ کامرکزی کردار کیمیا کانسخہ حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مرشد کی خدمت میں زندگی کاطویل عرصہ گزاردیتا ہے پھراچانک اس کی سوچ بدل جاتی ہے اورانقلاب کے لئے نکلنے والے جلوس میں پہلاہونے والا زخمی بشیر موجود ہے جوملک میں سماجی اورسیاسی تبدیلی کاشدیدخواہاں ہے۔افسانہ ''ماتم شہر آرزو''شہروں میں آبادی میں اضافہ کے حوالے سے ایک تحقیقی رپورٹ کے ذریعے سے سامنے آنے والے تلخ حقائق کواستعاراتی انداز میں افسانہ نگار نے بیان کیا ہے کہ کس طرح دیہاتی اورشہری کلچر، تعلیم،زبان اوردیگرمسائل کاسامناکرناپڑتاہے۔اس افسانے کاکردار صمدخاں اپنی رپورٹ کی تیاری کے سلسلے میں شہرکے قریب دیہات میں رہتا ہے وہاں ایک لڑکی اُسے پسند آتی ہے جب وہ اس کے پاس جاتا ہے اوراُس سے محبت کااظہار کرتا ہے تولڑکی محبت کے جواب میں کہتی ہے کہ تھوڑے ٹائم کے کم پیسے اورپوری رات کے زیادہ پیسے ہوں گے۔یہ سن کر صمدخاں پریشان ہوتاہے کہ یہ کیسی تبدیلی ہے؟''کرن پھوٹتی ہے''افسانے میں قیام پاکستان کے بعد جب خاندان ہجرت کرکے مہاجرکیمپوں میں آباد ہوئے۔ان کیمپوں میں ہونے والی زیادتیوں،چوری، ڈاکے، قتل کے علاوہ بااثرافراد اورخاندانوں نے کس طرح اپنی دولت میں اضافہ کیاجیسے مسائل کوموضوع بنایاگیاہے۔

ان افسانوں میں زندگی کے ہررنگ موجود ہے ،قیام پاکستان سے پہلے اوربعد کے سماجی،معاشی،سیاسی، تہذیبی، مسائل کاعلامتی اوراستعاراتی اظہارموجود ہے۔افسانوں کے تمام کردار حقیقی زندگی کے عکاس ہیں۔افسانوں کاپلاٹ مضبوط ہے۔ہرکہانی اورافسانے کاربط اورانداز تحریرافسانوی ہے۔ان

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

افسانوں میں زندگی چلتی پھرتی محسوس ہوتی ہے۔زندگی کے وہ روپ جن کوہم عام حالات میں محسوس نہیں کرتے مصنف نے ان کوخوبصورت ادبی انداز میں قلمبند کیا ہے۔کہانیوں اورافسانوں میں فطری رچائو کااحساس موجود ہے۔حمیداختر نے خودلکھا ہے کہ میں نصابی قسم کاافسانہ نگار نہیں ہوں جب تک کوئی واقعہ میری واردات کاحصہ نہیں بنتااس وقت تک میں افسانہ یاکہانی نہیں لکھتا۔ان افسانوں میں عالمی ادب کی جھلک کااحسا س بھی موجود ہے۔تمام افسانوں اورکہانیوں کی اپنی زمین اوراس خطے کے مزاج میں جڑت موجود ہے۔

بلکہ زندگی کوافسانوی انداز کی بجائے حقیقی مادی انداز میں گزارا ہے۔وہ ساری زندگی ترقی پسند تحریک سے وابستہ رہے۔اس وجہ سے قیدوبند کی صعوبتیں اُٹھانا پڑیں لیکن اپنے فکری سفرکوجاری رکھا۔وہ ان خوش نصیب لکھنے والوں میں شمار ہوتے ہیں کہ جن کو فیض احمد فیض،سبط حسن، احمد ندیم قاسمی،صوفی غلام مصطفی تبسم،چراغ حسن حسرت کاتعلق نصیب ہوا لیکن یہ بات مبنی برحقیقت ہے کہ حمیداختر نے اپناالگ اسلوب قائم رکھا۔اپنے منفرداسلوب کی وجہ سے اردوافسانے کی تاریخ میں اپنی الگ پہچان بنانے میں کامیاب ہوئے۔ان کے افسانوں میں عصری مسائل کے ساتھ ساتھ تاریخی اورسیاسی، سماجی، تہذیبی حالات کی جھلک محسوس ہوتی ہے۔اس مجموعہ میں رازداری، آخری رات، کرن پھوٹتی ہے،سلورجوبلی،لامکاں، پیسے کی کہانی،علاج اورماتم شہر آرزو قابل ذکر افسانے ترقی پسند فکر کوفروغ دے رہے ہیں۔

زندگی کاموجود منظرنامہ اتنی تیزی سے تبدیل ہورہاہے کہ آج ہمارے مزاج اوررویے سائنسی زندگی کے تابع ہوچکے ہیں۔ہرطرف نفرت اوربربریت کا راج ہے۔محبت اورامن کا حوالہ کم نظرآتاہے۔زندگی کوحقیقی اورفطری رنگ میں دوبارہ لانے کی ضرورت ہے۔ایسے حالات میں انسانوں کاکردار غیر انسانی معلوم ہوتاہے ہرطرف اپنی ذات کانمایاں ہوتانظرآتا ہے۔حمیداختر(مرحوم)کایہ افسانوی مجموعہ اردوافسانے کے باب میں ایک اہم اضافہ ہے۔ان افسانوں میں موجود زندگی اورسماج کے حوالے سے موجود فکر کوتلاش کرنے کی ضرورت ہے۔یہ مجموعہ نئے لکھنے والوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتاہے۔اس مجموعہ کی بعض کہانیاں اور افسانے اپنے عہد کی تاریخ معلوم ہوتے ہیںاس بناء پراُمید کی جاسکتی ہے کہ ''لامکاں'' قاری سے ضروردادوصول کرے گا۔جدید اردوافسانے کے حوالے سے یہ مجموعہ اہم ہے۔ترقی پسند افسانہ نگاری کے حوالے سے یہ مجموعہ ترقی پسندفکرکوسمجھنے میں معاون ثابت ہوسکتاہے۔احمد سلیم کی رائے کے مطابق:

''انھوں نے اپنے نظریات کوکہیں چھپایا بھی نہیں ان کاطرززندگی ترقی پسند نظریات کاآئینہ دار تھا اورانھوں نے معاشرے کو لبرل بنانے کی بات کبھی چھپاکر نہیں کی۔''۲

حمید اخترنے قیام پاکستان کے بعدفروغ پانے والی اس افسانوی روایت میں وسعت پیدا کی جوترقی پسند مصنوعات سے لبریز تھی۔انسانی زندگی کی محرومی، بے بسی، بے یقینی، بے زاری،غربت،مفلسی،اکتاہٹ، ناآسودگی، خارجی ماحول کی چیرادستی،ناانصافی، عدم تحفظ وعدم مساوات، مجبوری وتلملاہٹ،معاشی ناہمواری،معاشی عدم استحکام،دولت کی غیر مساوی تقسیم اورفرد کی زندگی پرمرتب ہونے والے اثرات، سیاسی ،سماجی، تہذیبی،معاشرتی،معاشی اورنفسیاتی الجھنوں کی طغیانی میں فرد کی زندگی کی ڈوبتی نائو،تلخ اورجاں لیواحالات وواقعات میں انفرادی اوراجتماعی زندگی کاعدم تحفظ،بدلتے حالات میں رونماہونے والے مسائل اورفرد کی متاثر ہونے والی زندگی، سرمایہ داری کے ازدہا کی خوف ناکی اوربے حال ہوتا انسان،سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے ہونے والی ناانصافی غرض سینکڑوں انسان کی انفرادی اوراجتماعی زندگی کے گوشے حقیقت پسندانہ انداز سے بیان ہوئے ان کے افسانوں کی صورت میں ہمارے سامنے آتے ہیں ،ان کے افسانے''ماتم شہرآرزو'' ، ''لامکاں''، ''اک جہاں یہ بھی ہے''،''کیمیا کانسخہ''،''مرزادبیرالحسن کیسے مرے'' اور''پیسے کی کہانی'' انھی مصنوعات کوپیش کرتے ہیں جن کااوپرتذکرہ کیاگیاہے۔حمیداختر نے اپنے افسانوں میں انسانی زندگی کے

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

متعددپہلوئوں کواس طرح پیش کیاہے کہ ہرپہلو زندگی کی حقیقی قاش ہے۔انھوں نے معاشرے کی حقیقی تصویر میں حقیقی رنگ بھرے ہیں،ہررنگ اپنی اہمیت وانفرادیت کوبرقرار رکھے ہوئے ہے۔ان کے افسانوں سے چند اقتباسات:

افسانہ ’’ماتم شہرآرزو ‘‘سے اقتباس:

’’ شہراس بستی کی طرف عفریت کی طرح بڑھاآرہا تھا۔زمین کے قدرتی حسن کوروندتاہوا۔روئیدگی اورصحت بخش ہوا کو پامال کرتا ہواآگے ہی آگے بڑھ رہاتھا۔اس علاقے سے گھاس پودے، پھول فصلیں سب ختم ہورہے تھے۔خودروجھاڑیوں، زندگی بخش جڑی بوٹیوں اورلہلہاتے ہوئے پودوں کی جگہ گندگی کے ڈھیر جابجا پڑے ہوئے تھے۔‘‘۳؎

افسانہ ’’ماتم شہرآرزو ‘‘سے اقتباس:

’’ ان کی نظروں کے سامنے پرانی دنیاٹوٹ پھوٹ رہی تھی اورایک نئ مگربے ہنگم دنیا ابھر رہی تھی جوخالص خوشبوئوں اور زمین کی ازلی مہک سے محروم تھی...اس زمین پر محنت مزدوری کرکے پشتوں سے رزق کمانے والے ہزاروں لوگ بے روزگار ہوکر شہرکی طرف بھاگ رہے تھے۔‘‘۴؎

افسانہ ’’یہ لوگ‘‘سے اقتباس:

’’ میں حسن کامتلاشی ہوں ،نغموں کی جستجو میں لگاہوا ہوں،پھولوں کوڈھونڈتا ہوں، زندگی نشاط، مسرت اورخوشی کے پیچھے بھاگتا ہوں اورسرسراتے ہوئے ریشمی آنچلوں اورمہکے ہوئے گلزاروں کی تلاش میں ہوئی لیکن اس جستجو میں ہرموڑ پر مجھے یہ مسافر نظرآتے ہیں جوبھرے گھروں میں تنہارہتے ہیں۔جواکیلے ہیں،تنہا بھوکے ننگے اورپریشان حال ہیں۔جولاکھوں کے ہجوم میں تنہا زندگی گزار دیتے ہیں۔‘‘۵؎

افسانہ’’صبح وشام‘‘سے اقتباس:

’’ اتناہمت کامالک ہے تودوسرے کاعورت کوکیوں چھیڑتا ہے۔حرامی! یہ کہتے ہوئے اس نے بڑی نفرت سے منہ پھیرلیا مگر جیسے اس کی بے قراری اورغصہ ابھی دور نہیں ہواتھا،دانت بھنیچتے ہوئے اس نے پھر کہناشروع کیا’’محلہ‘‘میں ہم اب حرام کاری کاکام نہیں ہونے دے گا۔دوسرے کابہو بیٹی کوچھیڑتا ہے کمزور سمجھ کر!‘‘٦؎

افسانہ’’آئو بچو‘‘سے اقتباسات:

’’ بچو!تم یہ جان کر حیرت زدہ ہوجائو گے کہ گنتی کے چنددنوں ہی میں یہ گائوں دوبارہ آباد ہوجاتے تھے۔ساراگائوں مل کرایک دودن میں ایک گھر بنادیتا...جس کاگھر بنتاوہ سب کے لیے کھانا پکوانا،تمہیں اندازہ ہوگا کہ ان دنوں میں دس روپے سے بھی کم میں چاولوں کی ایک دیگ پک کرتیار ہوجاتی تھی۔‘‘ ۷؎

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پیارے بچو!افسوس تم یہ سب کچھ نہیں جانتے۔ماردھاڑ اور قتل کی خبریں تمھارے لیے معمول بن چکی ہیں مگر ہمارے بچپن میں کہیں سوکوس پر کبھی " کوئی قتل ہوجاتا توسرخ آندھی آجاتی تھی،مائیں بچوں کوچھپالیتی تھیں...تم اس زندگی سے،اس معصوم حسن سے، ان گیتوں اوران صداقتوں سے بہت آگے نکل گئے ہو۔"۸

افسانہ"کرن پھوٹتی ہے"سے اقتباس:

ایسے راستے اور پگڈنڈیاں توہم نے کبھی سے دیکھی ہی نہیں۔معلوم ہی نہیں ہوتا کیاانسان سیدھے راستے سے بھٹک کر غلط راستے پرپڑگیا ہے اورپھر یہ " بڑی بڑی خندقیں،ان میں کوئی راستہ بھول جائے تواس کاخداہی حافظ ہے۔صبح سے چل رہاہوں مگریہ پندرہ کوس کافاصلہ ختم ہونے ہی میں نہیں آتا۔ مگریہ حالت توکبھی نہ ہوئی تھی۔جوڑ جوڑ دردکرنے لگا ہے اورمنزل کاابھی کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔" ۹

افسانہ"اک جہاں یہ بھی ہے"سے اقتباس:

زمانے کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔اس نے آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ایک دوسرے نے لقمہ دیا۔"شراب خوری،زناکاری " ،جھوٹ،مکر،ریاکاری کازور ہے۔اللہ اپنارحم کرے۔

"قرب قیامت ہے،جی قریب قیامت"

دیانت داری تودنیاسے غائب ہوگئی ہے"۔ایک جولاہے نے سوت کی گانٹھوں کوٹٹولتے ہوئے کہا"۔۱۰"

حمیداختر کے افسانوں پر ترقی پسند تحریک کے نقوش قیام پاکستان کے بعد اوربھی گہرے ہوچکے تھے۔حصولِ آزادی کے بعد فرد کی زندگی میں مسائل کے طوفان نے اسے بے بس کردیا۔سیاسی سماجی وتہذیبی تبدیلیوں سے انسان کی سوچ وفکراورزندگی کے دھارے بھی تبدیل ہوئے۔گردش دوراں کی وجہ سے بدلتے رجحان اور تبدیل ہوتے زندگی کے رنگ اورایسے حالات میں متاثر ہوتاانسان حقیقت پسندانہ انداز سے ان کے افسانوں میں نظرآتا ہے۔انھوں نے انسان کی زندگی کے بنیادی مسائل کو اپنی توجہ کامرکزبنایا اورانھیں نہایت لطیف اورموثر پیرائے میں بیان کیا۔

جنسی مسائل ترقی پسند مصنفین کاخاص موضوع رہا اورانھوں نے جنسی موضوعات کو متعددپہلوئوں سے تجزیہ کرکے حقیقت نگاری کے ساتھ پیش کیا۔یہ موضوع حمیداختر کے ہاں بھی پختہ فن کار کی طرح خاص سانچے میں منفردرنگ سے بیان ہوتا ہے۔جنسی معاملات اورموضوع کی منظر نگاری میں ان کی فکرونظرلذت کی بجائے ہمیشہ کردار کے کرب ،دکھ اوربے بس پہلو پرپڑتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے جنسی موضوع کو عریانی کے ساتھ نہیں بلکہ اسے حقیقت نگاری کے ساتھ یوں پیش کیا کہ کردار کی کمزوریوں اورخامیوں کا ذمہ دار سماج نظرآتاہے۔افسانہ"ایک جہاں یہ بھی ہے" میں حمید اخترنے مرکزی کردار اوررابعہ کے ذریعے جنسی موضوع کویوں پیش کیا ہے کہ کرداروں کے طرزِعمل سے ہمدردی کا جذبہ ابھرتاہے۔

اخلاق احمد دہلوی نے "عندلیب گلشن ناآفریدہ"کے نام سے دیباچہ لکھا ہے اس میں حمیداخترکے افسانوں کی انفرادیت واہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

تجربہ،مشاہدہ اورمطالعہ یکجاہوکر جب تخلیق کے آئینے میں منعکس ہوجائے توحمیداختر صاحب کی کہانی بنتی ہے۔" ۱۱"

Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

حمید اختر کے افسانے قیام پاکستان سے پہلے اوربعد کی صورت حال کی عکاسی کرتے ہیں،اگردیکھاجائے توقیام پاکستان سے پہلے بھی افسانے میں انسانی زندگی کے بدلتے رجحانات ،جذبات واحساسات کی شکست وریخت اورخارجی ماحول اورباطنی کیفیات کااظہار ملتا ہے۔قیام پاکستان کے بعد بھی یہ موضوع روایت کے ساتھ جڑاہواہے کیونکہ ہجرت کے تلخ تجربہ سے فرد کی زندگی شکست وریخت کاشکار ہوئی۔ہجرت کے عمل میں انسانیت کے زوال کی ایسی داستان رقم ہوئی جس کی مثال شاید دنیا میں موجود نہ ہو۔افسانہ نگاروں نے فرد کی بے یقینی ،بے بسی، بے کسی اورمحرومی کی تصاویر کوپیش کیا ہے۔حمیداختر نے افسانہ''کرن پھوٹتی ہے'' میں ہجرت اورقیام پاکستان کے بعدکی انسانی زندگی کی شکست وریخت کوموضوع بحث بنایاگیا ہے۔

افسانہ ''لامکاں'' بھی فکری اورمعنوی گہرائی کی وجہ سے انفرادیت کاحامل ہے۔تقسیم کے بعدہجرت کرکے پاکستان آنے والا قافلہ لامکاں کی کیفیت سے دوچار رہا۔ہجرت سے فرد کی زندگی میں شکست وریخت کاسلسلہ جاری رہا۔بے شمار مسائل اور الجھنوں میں گرفتار انسان پناہ کی تلاش میں سرگرداں رہے۔اس کاذہنی ونفسیاتی کرب اُسے بے چین کیے ہوئے ہے۔اس ظاہری وباطنی تصادم، بے بسی، تذبذب، بے یقینی اورالجھن سے فرد کی شخصیت کے کئی پوشیدہ گوشے سامنے آئے جواس افسانہ کے موضوع میں عیاں ہیں۔انسان کے لامکاں کی صورت کومکاں میں بدلنے کے لیے جوئے شیر کے مراحل سے گزرناپڑتا ہے۔ساری زندگی کی تگ ودو ،کاوشیں اورہزاروں خواہشات کے قتل کے بعد ایک خواہش کومکان کی صورت میں تعبیر کامقام حاصل ہونا، فرد کی زندگی کاکڑاامتحان ہے۔حمید اختر نے لامکاں کی کیفیت میں زندگی بسرکرتے طبقے کے مسائل کو خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔

مجموعی حیثیت سے دیکھاجائے تو حمیداختر نے ترقی پسند فکر سے وابستہ رہ کر معاشرتی زندگی کے حقیقی موضوعات کو حقیقت پسندانہ انداز سے پیش کیا ہے۔یوں ان کے افسانے ترقی پسندتحریک کی فکر میں وسعت اورجامعیت کاسبب بنتے اوراس کی افسانوی روایت میں جان داراضافہ کرتے ہیں۔زندگی کی حقیقتوں کو حقیقت پسندانہ انداز سے پیش کرکے ترقی پسند افسانوی روایت میں جان دار اضافے کرکے اپنی امتیازی حیثیت کوبرقراررکھا۔عصری حقیقت کواجاگرکرتے ہوئے حمید اختر کے افسانے اُردوافسانوی دنیا میں ترقی پسند موضوعات کی وجہ سے امتیازی حیثیت کے حامل ہیں

## حوالہ جات

۱۔محمدعالم خاں،ڈاکٹر،اردوافسانے میں رومانی رجحانات،لاہور:الوقارپبلیشرز،۲۰۱۳ء،ص۵۳۵

۲۔احمدسلیم،حمیداختر سوانح عمری،لاہور:بک ہوم،۲۰۱۰ء،ص۲۱۶۔۲۱۵

۳۔حمیداختر،لامکاں،لاہور:بک ہوم،۲۰۱۱ء،ص۱۳۳۔۱۳۲

۴۔ایضاً،ص۱۳۳

۵۔ایضاً،ص۱۴۸

۶۔ایضاً،ص۱۷۴۔۱۷۳

۷۔ایضاً،ص۱۸۰

۸۔ایضاً،ص۱۸۱

۹۔ایضاً،ص۵۷۔۵۶

۱۰۔ایضاً،ص۸۵

۱۱۔اخلاق احمد دہلوی،دیباچہ،''لامکاں''ازحمیداختر،لاہور:بک ہوم،۲۰۱۱ء،ص۹